ایمانی تقاضے کے مطابق مروّجہ بدعات ورسومات سے بچتے ہوئے

تعزیت سنت کے مطابق کیجیے!!

کسی مصیبت زدہ مسلمان کی تعزیت اور اس کے ساتھ تعاون کرنا اسلام کی نظر میں نہایت ہی عظیم الشان عمل بلکہ انسانیت کا تقاضا بھی ہے، لیکن بُرا ہو بدعات ورسومات کا کہ جن کی وجہ سے اتنی عظیم الشان عبادت بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن جاتی ہے، اس لیے تعزیت کو سنت کے مطابق سرانجام دینے کے لیے اس کتابچے کا مطالعہ کیجیے تاکہ تعزیت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت پاسکے!!

مؤلف

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

مزید معلومات کے لیے رابطہ کرسکتے ہیں:

مبین الرحمٰن —— +92 336 2579499  

محمد اسماعیل —— +92 314 2066201  

تعزیت سنت کے مطابق کیجیے!!

نیکی کی قبولیت کے لیے شرائط:

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی بھی نیک عمل کی قبولیت کے لیے تین شرائط ہیں:

1: وہ نیکی ایمان کے ساتھ ہو، یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم کی کوئی بڑی سے بڑی نیکی بھی آخرت میں اس کے کسی کام آنے والی نہیں۔

2: وہ نیکی شریعت کے مطابق ہو، یہی وجہ ہے کہ جو نیک عمل شریعت کے خلاف ہو وہ اللہ کے نزدیک ہرگز قابلِ قبول نہیں۔

3: وہ نیکی اخلاص کے ساتھ کی جائے، یہی وجہ ہے کہ جو نیک عمل لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کیا جائے تو اللہ کے ہاں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

کسی بھی نیکی کی قبولیت کے لیے یہ تینوں باتیں پائی جانی ضروری ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی نہ پائی گئی تو وہ نیکی ہرگز قابلِ قبول نہیں ہوگی، بلکہ وہ تو نیکی کہلائے جانے کے قابل بھی نہیں۔ جیسے نفل نماز ادا کرنا کتنی بڑی نیکی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا کتنا بڑا ذریعہ ہے لیکن اگر کوئی شخص یہی نفل نماز عصر کی فرض نماز کے بعد ادا کرتا ہے تو اس کو اس نفل کا ثواب تو ہرگز نہیں ملے گا بلکہ اُلٹا گناہ ملے گا، کیوں کے عصر کے بعد نفل ادا کرنا جائز نہیں۔ اس سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ نیکی جب شریعت کے حکم کے خلاف کی جائے تو وہ نیکی نہیں رہتی بلکہ گناہ بن جاتی ہے۔ اس تفصیل سے ان حضرات کی غلطی معلوم ہوجاتی ہے کہ جو نیکی کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ یہ شریعت کے مطابق ہے بھی یا نہیں، حالاں کہ نیکی ہر جگہ نیکی نہیں ہوا کرتی!! یہی حال تعزیت جیسے عظیم عمل کا بھی ہے کہ اگر وہ شرعی احکام کی روشنی میں کی جائے تو اس پر بہت بڑا اجر وثواب ملتا ہے، لیکن اگر شریعت کے احکام کے خلاف کی جائے تو اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ بنتی ہے، اس لیے ہر مؤمن کو چاہیے کہ وہ تعزیت کے احکام سے آگاہی حاصل کرلے تاکہ وہ تعزیت کا عمل شریعت کے مطابق سرانجام دے سکے۔ ذیل میں تعزیت کے احکام تفصیل سے بیان کیے جاتے ہیں۔ (تفسیر امام رازی سورۃ الملک آیت:2، تفسیر ابو السعود سورۃ النحل آیت:97)

تعزیت کی حقیقت اور مفہوم:

تعزیت تسلی دینے اور صبر کی تلقین کرنے کا نام ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ میت کے لواحقین کو صبر کی تلقین کی جائے، صبر کے فضائل اور اجر وثواب بیان کیے جائیں، ان کے دُکھ درد میں شریک ہوا جائے، ان کے سامنے ایسے کلمات کہے جائیں جو ان کے لیے تسلی کا باعث ہوں اور ان کا غم ہلکا ہو، اسی کے ساتھ ساتھ میت کے لیے مغفرت اور درجات کی بلندی، اور لواحقین کے لیے صبر کی دعا کی جائے۔ (احکامِ میت، فتاویٰ رحیمیہ، فتاویٰ دار العلوم زکریا، حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی از مفتی محمد رضوان صاحب)

تعزیت کی فضیلت:

تعزیت کی بڑی فضیلت ہے، حدیث شریف میں ہے کہ:

مَنْ عَزّٰى أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (سنن ابن ماجه)

ترجمہ: جس نے کسی مصیبت زدہ مسلمان بھائی کی تعزیت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن بزرگی اور کرامت کا لباس پہنائیں گے۔

اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے:

مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهٖ. (سنن الترمذی وسنن ابن ماجه)

ترجمہ: جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی اُسے اُتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا مصیبت زدہ کو (مصیبت پہنچنے اور اس پر صبر کرنے پر ملتا ہے)۔

تعزیت کن الفاظ سے کی جائے؟

1: تعزیت کے لیے شریعت نے کوئی مخصوص الفاظ مقرر نہیں فرمائے، اس لیے ایسے تمام مناسب الفاظ کہنے جائز ہیں جن سے میت کے لواحقین کو صبر اور تسلی ہو، چاہے وہ کسی بھی زبان میں ہوں، البتہ تعزیت کے بعض الفاظ حدیث سے بھی ثابت ہیں جیسے: إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى. (صحیح البخاری حدیث: 7377)

ترجمہ: یقیناً اللہ ہی کے لیے ہے جو اس نے واپس لیا اور جو اس نے عطا کیا، اور ہر چیز کے لیے اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے۔

اور بعض اہلِ علم نے تعزیت کے لیے یہ الفاظ بھی تحریر فرمائے ہیں:

أَعْظَمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ وَأَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ. (رد المحتار)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کے ثواب کو بڑھائے اور خوب صبر وتحمل کی توفیق دے اور مرحوم/ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

2: تعزیت درحقیقت تسلی دینے اور صبر کی تلقین کرنے کا نام ہے، نہ کہ مزید غم بڑھانے کا، اس لیے اس موقع پر ایسے الفاظ کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے میت کے لواحقین کے غم میں اضافہ ہو۔ اس سے ان مَردوں اور خصوصاً خواتین کی غلطی واضح ہو جاتی ہے کہ جو میت کے گھر داخل ہوتے ہی رونا دھونا، چیخنا چلّانا یا نوحہ شروع کر دیتی ہیں، جس سے میت کے لواحقین کے غم میں مزید اضافہ ہوتا ہے، حالاں کہ ان کو تو چاہیے کہ وہ میت کے لواحقین کے لیے تسلی اور صبر کا ماحول فراہم کریں، نہ کہ مزید غم بڑھانے کے اسباب مہیا کریں۔ بہرحال یہ طرزِ عمل ترک کرنا چاہیے۔

(احکامِ میت، حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی از مفتی محمد رضوان صاحب)

3: اگر کوئی غیر مسلم فوت ہو جائے تو اس صورت میں اس کے غیر مسلم لواحقین کی تعزیت کرنا بھی درست ہے، جس میں ان کو صبر کی تلقین کی جائے، ان کو تسلی پر مشتمل الفاظ کہے جائیں، لیکن فوت شدہ غیر مسلم کے لیے مغفرت کی دعا نہیں کرنی چاہیے، البتہ اگر فوت شدہ شخص مسلمان ہو تو اس کے لیے مغفرت کی دعا بھی کر لی جائے۔

تعزیت کس وقت کی جائے؟

جب میت کے لواحقین تکفین وتدفین سے فارغ ہو جائیں تو اس وقت تعزیت کرنا زیادہ مناسب ہے اور اگر کوئی شخص اس سے پہلے ہی تعزیت کرنا چاہے تو یہ بھی درست ہے، خصوصاً جب میت کے لواحقین غم سے نڈھال ہو رہے ہوں اور ان کو فوری صبر کی تلقین کرنے کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں تدفین سے پہلے ہی تعزیت کر لینی مناسب ہے۔ البتہ جو لوگ تعزیت میں

جلدی کرنے کا تقاضا کرتے ہیں جبکہ میت کے لواحقین فارغ ہی نہیں ہوتے تو ظاہر ہے کہ ایسے حضرات غلطی کا شکار ہیں کیوں کہ اس سے میت کے لواحقین کو تشویش ہوتی ہے اور ان کے کاموں میں خلل آتا ہے، اس لیے ایسا کرنا مناسب نہیں، بلکہ ایسے موقع میں اگر ہو سکے تو میت کے لواحقین کے ساتھ تعاون کرنا زیادہ مناسب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی)

تعزیت کتنے دن تک کی جاسکتی ہے؟

1: تعزیت تین دن تک کسی بھی دن کی جاسکتی ہے، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مناسب نہیں، البتہ اگر تعزیت کرنے والا سفر پر ہو یا میت کے لواحقین سفر پر ہوں یا کسی اور عذر کی وجہ سے تین دن کے اندر تعزیت کرنے کا موقع نہ ملے تو تین دن کے بعد بھی تعزیت کی جاسکتی ہے۔ (ردالمحتار، احکامِ میت، فتاویٰ رحیمیہ)

2: آجکل ایک رواج یہ بھی ہے کہ فوتگی کے تین دن بعد جب کسی خوشی یا عید کا موقع آتا ہے تو میت کے لواحقین اس میں بھی سوگ مناتے ہیں، غم زدہ رہتے ہیں حتیٰ کہ لوگ آکر تعزیت بھی کرتے ہیں، ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار بھی کرتے ہیں، یاد رہے کہ یہ واضح طور پر بدعت ہے، کیوں کہ سوگ تین دن تک ہونا چاہیے، تین دن کے بعد بھی سوگ منانا دین کے خلاف ہے، البتہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کا سوگ چار ماہ دس دن تک ہے، لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس کا سوگ بچے کی پیدائش تک ہے۔ یہی حال تعزیت کا بھی ہے کہ وہ بھی تین دن کے اندر اندر کر لینی چاہیے جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی، اس لیے تین دن کے بعد بھی عید یا کسی خوشی کے موقع پر سوگ منانا اور لوگوں کا ان کے گھر جا کر تعزیت کرنا شریعت کے خلاف ہے۔ (صحیح البخاری حدیث 5334، احکامِ میت، فتاویٰ رحیمیہ)

تعزیت کتنی بار کرنی چاہیے؟

تعزیت ایک ہی بار کرنی چاہیے، ایک سے زائد مرتبہ تعزیت کرنا مناسب نہیں، اس سے ان لوگوں کی غلطی سامنے آجاتی ہے جو بار بار تعزیت کے لیے جاتے ہیں، جو لواحقین کے لیے غم میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ (ردالمحتار، درمختار، عالمگیریہ، احکامِ میت)

تعزیت میں نیت کیا ہونی چاہیے؟

1: تعزیت اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے، اس میں ریا کاری کی نیت ہرگز نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ ریا کاری سے عمل ضائع ہو جاتا ہے اور اللہ کے ہاں ہرگز قابلِ قبول نہیں ہوتا۔

2: اسی طرح تعزیت کرنے میں بدلے کی نیت بھی نہیں ہونی چاہیے کہ اسی لیے تعزیت کی جائے کہ کل کو یہ ہماری تعزیت کے لیے بھی آئیں گے، کیوں کہ یہ بھی اخلاص کے خلاف ہے۔ اسی سے یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے تعزیت کے لیے حاضر نہ ہو سکے یا تعزیت نہ کر سکے تو اس کے عذر کو قبول کرنا چاہیے، لیکن آجکل جو یہ مزاج بن چکا ہے کہ تعزیت نہ کرنے والے شخص سے تعلق اور محبت ہی ختم کر لیتے ہیں، حتیٰ کہ یہ تک کہہ دیتے ہیں کہ "جب یہ ہماری تعزیت میں نہیں آیا تو ہم بھی ان کے ہاں نہیں جائیں گے" یاد رہے کہ یہ سوچ اسلامی اَخلاق کے سراسر خلاف ہے۔

3: تعزیت محض رسم پوری کرنے کا نام نہیں، بلکہ اس کی بنیاد انسانی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے پر ہے، اس لیے اگر آپ کسی کی تعزیت کرنا چاہتے ہیں تو اسی نیت اور جذبے کے ساتھ کریں، جن کے ہاں فوتگی ہوئی ہے ان کے غم کو سمجھیں اور ان کے

دکھ درد میں شریک ہوجائیں۔

تعزیت کے لیے راستوں کو بند کرنے کا حکم:

سڑک یا راستوں کو بند کرکے تعزیت کے لیے بیٹھ جانا جائز نہیں، کیوں کہ یہ لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث بھی ہے جو کہ ناجائز ہے، آجکل اس کی ذرا بھی پروا نہیں کی جاتی۔(ردالمحتار، فتاویٰ رحیمیہ)

تعزیت کے وقت دعا کرنے اور اس میں ہاتھ اٹھانے کا حکم:

1: تعزیت کرتے وقت جب میت کے لیے دعا کی جائے تو یہ دعا ہاتھ اٹھا کر کرنا بھی درست ہے اور ہاتھ اٹھائے بغیر بھی درست ہے، اس لیے جو لوگ تعزیت کی دعا میں ہاتھ اٹھانے کو ضروری سمجھتے ہیں اور ہاتھ نہ اٹھانے والے کو ملامت کا نشانہ بناتے ہیں تو یاد رہے کہ یہ سراسر شریعت کے خلاف ہے اور ایسے حضرات کھلی غلطی کا شکار ہیں، بلکہ بعض اہلِ علم کے نزدیک تو تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھانا احادیث سے ثابت ہی نہیں۔

(احسن الفتاویٰ، حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی از مفتی محمد رضوان صاحب، فتاویٰ دارالعلوم زکریا)

2: تعزیت میں کی جانے والی دعا میں ایک رسم یہ بھی پائی جاتی ہے کہ اگر دو چار لوگ مل کر تعزیت کے لیے آجائیں تو ان میں سے ہر ایک الگ الگ ہاتھ اٹھا کر دعا کراتا ہے، حالاں کہ جب ایک بار دعا کرائی جاچکی اور حاضرینِ مجلس میں سے ہر ایک نے دعا کرلی تو ایسے میں ہر ایک کا دعا کرانا محض رسم ہی تو ہے جو کہ شریعت کی تعلیمات کے مطابق نہیں، اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

3: ایک رسم یہ بھی پائی جاتی ہے کہ تعزیت کے لیے آنے والے حضرات آتے وقت بھی دعا کراتے ہیں، پھر جاتے وقت بھی دعا کراتے ہیں، اسی طرح بیٹھے بیٹھے حاضرینِ مجلس میں سے کوئی شخص ایک وقفے کے بعد آواز لگا دیتا ہے کہ ایک بار پھر دعا کرلیتے ہیں، یا یوں کہتا ہے کہ ایک بار پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں، واضح رہے کہ یہ باتیں شریعت سے ثابت نہیں بلکہ اپنی طرف سے ایجاد کردہ ہیں۔

4: ایک رسم یہ بھی ہے کہ تعزیت کے لیے ہر آنے والے کے کہنے پر بار بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اور لوگ اسی کو تعزیت سمجھتے ہیں، اور جو شخص ایسا نہ کرے یا ہاتھ اٹھائے بغیر ہی تعزیت کے کلمات کہہ کر چلا جائے تو اس کو طعن وملامت کا نشانہ بنایا جاتا ہے، واضح رہے کہ یہ بھی شریعت کے خلاف ہے۔

5: تعزیت میں اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں، اور نہ ہی ہر آنے والے شخص کا پورے مجمع کو ساتھ ملا کر اجتماعی دعا کرانے کا ثبوت ہے، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ آنے والا شخص متعلقہ افراد سے تعزیت اور دعا کرلیا کرے بس!

6: بعض علاقوں میں تعزیت کے لیے آنے والا ہر شخص حاضرینِ مجلس سے کہتا جاتا ہے کہ سورتِ فاتحہ پڑھ لیں، یا: سورتِ اخلاص تین بار پڑھ لیں، پھر اس کے بعد اجتماعی دعا کی جاتی ہے، یاد رہے کہ اس رسم کی بھی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

7: تعزیت درحقیقت تسلی دینے اور صبر کی تلقین کرنے کا نام ہے، لیکن بہت سے لوگ اس کو فقط دعا سمجھتے ہیں اور تعزیت کے موقع پر دعا ہی پر اکتفا کرتے ہیں، جس کی حقیقت محض رسم پوری کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتی، حالاں کہ دُعا تو ایک ضمنی چیز ہے

جو کہ تعزیت کا حصہ ہے، اور دعا تو ہر جگہ کی جا سکتی ہے جس کے لیے میت کے گھر جانا بھی ضروری نہیں اور نا ہی میت کے لواحقین کو مخاطب کرنا ضروری ہے، جبکہ تعزیت تو لواحقین ہی سے کی جا سکتی ہے۔

تعزیت کی جگہ محفل جمانے اور تعزیت کو اجتماعی رنگ دینے کا حکم:

1: بعض حضرات تعزیت کے لیے جا کر میت کے ہاں باقاعدہ محفل جما کر بیٹھ جاتے ہیں، پھر وہاں ہنسی اور گپ شپ کے ساتھ ساتھ دنیا جہاں کی باتیں ہوا کرتی ہیں حتیٰ کہ گھنٹوں بیٹھ کر وہاں اپنا قیمتی وقت بھی ضائع کیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ باتیں تعزیت کی کسی طرح مناسب نہیں، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ تعزیت کے لیے جا کر متعلقہ افراد سے تعزیت کر کے اگر ہو سکے تو لواحقین کے ساتھ کسی معاملے میں تعاون کیا جائے، ورنہ تو وہاں سے واپس لوٹ آئے اور اپنے کاموں میں مشغول ہو جائے۔

2: اس طرح گھنٹوں محفل جما کر میت کے ہاں بیٹھ جانے کی ایک خرابی یہ بھی سامنے آتی ہے کہ کھانے پینے کے اوقات میں میت کے لواحقین کو تعزیت کے لیے آنے والے ''مہمانوں'' کے کھانے پینے کی فکر لگ جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ ''مہمانوں'' کے لیے کھانے پینے کے انتظامات میں لگ جاتے ہیں، حالاں کہ میت والوں کی طرف سے تعزیت میں آنے والوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرنا شریعت کے خلاف ہے۔

3: ایک بُری رسم یہ بھی پائی جاتی ہے کہ تعزیت کو باقاعدہ اجتماعی رنگ دیا جاتا ہے کہ اس کے لیے باقاعدہ کوئی جگہ مخصوص کر کے ایک اجتماعی محفل بنائی جاتی ہے، پھر ظاہر ہے کہ اس سے متعدد بدعات اور خرابیاں جنم لیتی ہیں جو کہ آجکل سب کے سامنے ہیں، حالاں کہ تعزیت کے لیے ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے سمجھ لینا چاہیے کہ تعزیت ہر ایک کا انفرادی عمل ہے، اس کو اجتماعی رنگ دینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اسی طرح تعزیت کے لیے لوگوں کا جمع ہو کر کسی جگہ بیٹھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ (مسند احمد حدیث: 6905، رد المحتار، فتاویٰ رحیمیہ، احسن الفتاویٰ، حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی از مفتی محمد رضوان صاحب)

تعزیت میں جانے کے لیے مخصوص لباس پہننے کا حکم:

بعض لوگ غم کے اظہار میں سیاہ لباس پہن کر تعزیت کے لیے جاتے ہیں، واضح رہے کہ یہ بھی شریعت کے خلاف ہے۔ اسی طرح بعض خواتین تعزیت کے لیے بن سنور کر اور عمدہ لباس پہن کر جاتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ کونسا موقع ہے بن سنور کر جانے کا؟؟

اہلِ میت کے گھر کھانا بھیجنے اور ان کے ہاں کھانا کھانے کا حکم:

میت کے لواحقین چونکہ میت کی تجہیز و تکفین اور دیگر امور میں مشغول رہتے ہیں اور ان کو اپنے عزیز کے بچھڑ جانے کا غم بھی لاحق ہوتا ہے، جس کی وجہ سے عموماً ان کو اپنے کھانے پینے کی نہ تو فرصت میسر آتی ہے اور نا ہی اس کی طرف توجہ رہتی ہے، اس لیے شریعت نے اہلِ میت کے دیگر عزیز و اقارب اور پڑوسیوں کے ذمے ایک دن رات کا کھانا اہلِ میت کے ہاں بھیجنا مستحب قرار دیا ہے، اور یہ کھانا میت کے لواحقین کو کسی حد تک اصرار کر کے کھلانا چاہیے کیوں کہ غم کی وجہ سے ان کی رغبت نہیں ہوا کرتی۔

البتہ اس حوالے سے چند باتوں کو سمجھنا ضروری ہے:

1: اہلِ میت کے ہاں یہ کھانا بھیجنا مستحب ہے، اس کو اسی درجے میں رکھنا چاہیے، اس کو مستحب سے آگے بڑھا کر لازم سمجھنا اور

کھانا نہ بھیجنے والوں کو ملامت کا نشانہ بنانا شریعت کے خلاف ہے۔

2: اس کھانا بھیجنے میں ریا کاری نہیں ہونی چاہیے، اور نا ہی بدلے کی فکر ہونی چاہیے کہ کل کو یہ لوگ بھی ہمارے ہاں ایسے موقع پر کھانا بھیجیں گے، بلکہ صرف اور صرف اللہ کے لیے اور دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کے جذبے کے تحت یہ عمل سرانجام دینا چاہیے۔

3: میت کے گھر کھانا بھیجتے وقت میت کے لواحقین اور دیگر اہم مہمانوں کے حساب سے کھانا یا چائے وغیرہ بھیجنا چاہیے، آجکل بہت سے لوگ اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتے کہ وہ جو کھانا یا چائے وغیرہ میت کے ہاں بھیج رہے ہوتے ہیں وہ ضرورت سے زیادہ تو نہیں، بلکہ ہر ایک محض رسم پوری کرنے کے لیے چائے کھانا میت کے گھر بھیجتا رہتا ہے، اس لیے اس رسم کی اصلاح کرنی چاہیے۔

4: یہ کھانا میت کے لواحقین کے لیے ہوتا ہے، اسی طرح وہ لوگ جو میت کی تجہیز و تکفین اور دیگر اہم امور میں مشغولیت کی وجہ سے کھانے کے لیے گھر نہ جاسکتے ہوں، یا جو میت کی تعزیت کے لیے دور سے آئے ہوں اور کھانے کا وقت ہو جائے اور وہ کھانے کے لیے گھر نہ جاسکتے ہوں تو ان کے لیے بھی کھانا درست ہے، اگرچہ کوشش یہی کرنی چاہیے کہ بلاوجہ میت کے لواحقین پر اپنے کھانے پینے کا کسی طرح بوجھ نہ ڈالا جائے اور نا ہی بلاوجہ اس قدر وہاں بیٹھا جائے کہ کھانے کا وقت ہو جائے۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات کے لیے اس کھانے میں شرکت کرنا ہرگز درست نہیں بلکہ سنت کے خلاف ہے، اس سے ان حضرات کی غلطی معلوم ہو جاتی ہے کہ جو قریب ہی رہتے ہیں یا جو کھانے کے لیے گھر جاسکتے ہیں لیکن پھر بھی بلا کسی مجبوری کے میت کے ہاں کھانا کھاتے ہیں اور ان پر کھانے کا بوجھ ڈالتے ہیں۔ اسی رسم کا نتیجہ ہے کہ میت کے لواحقین کو تعزیت کے لیے آنے والے ''مہمانوں'' کی فکر لگ جاتی ہے، جس کے لیے وہ پریشان ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ اس کے لیے قرضے بھی لیے جاتے ہیں، بلکہ اسی غیر شرعی عمل کو سرانجام دینے کے لیے باقاعدہ انجمنیں اور کمیٹیاں بنادی جاتی ہیں، جن کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ تعزیت کے لیے آنے والے ''مہمانوں'' کو سہولت سے کھانا کھلایا جاسکے اور میت کے لواحقین پر بوجھ نہ آئے، اگر غور کیا جائے کہ یہ ساری خرابی اسی لیے پیدا ہوئی کہ میت کے لواحقین اور تعزیت کے لیے آنے والے حضرات یہی سمجھتے ہیں کہ تعزیت کے لیے آنے والوں کو کھانا کھلانا چاہیے، حتیٰ کہ میت کے لواحقین تو لوگوں کو باقاعدہ کھانے کی دعوت دیتے ہیں، حالاں کہ میت والوں کی طرف سے تعزیت میں آنے والوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرنا ہی شریعت کے خلاف ہے۔ افسوس بلکہ تعجب کی بات ہے کہ جن میت کے لواحقین کو غم لاحق ہوا ہوتا ہے، جس کے لیے ان کو سہارا دینے اور ان کے ساتھ تعاون کی ضرورت ہوتی ہے، انہی پر کھانے پینے کا بوجھ ڈالا جاتا ہے، کیا یہ عقلمندی اور انسانیت کا تقاضا ہو سکتا ہے؟؟ اور پھر ایک عام سی بات یہ بھی ہے کہ یہ کونسا موقع ہے میت کے گھر کھانا کھانے کا؟؟ دعوت خوشی میں ہوا کرتی ہے یا غمی میں؟؟ یاد رہے کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ میت کے لواحقین کی جانب سے تعزیت کے لیے آنے والوں کی دعوت کرنا اور ان کے لیے کھانے کا انتظام کرنا سراسر ناجائز اور بدعت ہے، اور اسی طرح اس ناجائز کام کے لیے انجمن اور کمیٹی بنانا بھی ناجائز ہے، کیوں کہ یہ کام ہی غیر شرعی ہے چاہے اس پر میت کے لواحقین راضی ہی کیوں نہ ہوں۔ اس رسم نے ہمارے معاشرے میں بڑی خرابیاں پیدا کر رکھی ہیں، اور صورتِ حال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ جس غمی میں میت کے لواحقین کو تسلی دینے اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے، آج وہی غمی معاشرے کے لیے بوجھ بنتی جارہی ہے حتیٰ کہ ان جیسے رسومات کے اخراجات دیکھ کر لوگوں کے لیے

اپنے کسی عزیز کا مرنا بھی ایک مستقل مسئلہ بلکہ بہت بڑی پریشانی بن چکی ہے، یاد رہے کہ یہ طرزِ عمل بدلنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ یہ مؤمن کی شان نہیں اور نہ ہی یہ اسلامی معاشرے کی پہچان ہے۔

4: شریعت نے اہلِ میت کے ہاں صرف ایک دن رات کھانا بھیجنا مستحب قرار دیا ہے، اس لیے آجکل جو تین دن تک دن رات کھانے بھیجنے کا رواج ہے یہ سنت کے خلاف ہے، بلکہ آجکل تو تعزیت میں آنے والوں کے لیے میت کے لواحقین کی جانب سے تین دن تک دعوت کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ اسی مقصد کے لیے باقاعدہ انجمن اور کمیٹی بھی بنائی جاتی ہے جو کہ تین دن تک کھانا کھلانے کا اہتمام کرتی ہے، یاد رہے کہ یہ بھی شریعت کے سراسر خلاف ہے۔

(ردالمحتار، احکامِ میت، امدادالاحکام، فتح القدیر، احسن الفتاوی، خیرالفتاوی، کفایت المفتی)

5: میت کی تجہیز وتدفین مسلمانوں کے ذمے فرض کفایہ ہے، اس لیے ان کاموں میں اس نیت سے شریک ہونا کہ میت کے لواحقین اس کے بدلے کھانا کھلائیں گے، یہ واضح طور پر اسلامی اخلاق ومزاج کے خلاف ہے، اس لیے ہر مسلمان اللہ ہی کی رضا کے لیے ان کاموں میں شرکت کرے اور اس کے بدلے میت والوں سے کھانا پینا ہرگز طلب نہ کرے۔ اسی سوچ کا نتیجہ ہے کہ میت کے لواحقین ان حضرات کو باقاعدہ کھانے کی دعوت دیتے ہیں اور یہ دعوت اسی لیے بھی دی جاتی ہے کہ پھر یہی لوگ پیٹھ پیچھے میت والوں کے خلاف باتیں کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ اسلامی مزاج نہیں ہوسکتا۔

انجمن اور کمیٹی بنانے والے حضرات سے اہم گزارش:

آجکل میت کے اخراجات کے لیے باقاعدہ انجمنیں اور کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں، جن کے لیے بعض ایسے اصول وضوابط بھی طے کیے جاتے ہیں جو شریعت کے خلاف ہوتے ہیں، اس صورتِ حال میں یہی عرض ہے کہ انجمن کے اصول وضوابط کی کسی ماہر مفتی صاحب یا کسی مستند دارالافتاء سے تصدیق کرالینی چاہیے تاکہ ان میں جو غیر شرعی باتیں ہوں ان کی نشاندہی ہوجائے، جس کا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ میت اور اہلِ میت کی خدمت اور ان کے ساتھ تعاون اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی قبول ہوسکے گی، ورنہ تو یہ عظیم عمل "نیکی برباد، گناہ لازم" کا مصداق ٹھہرے گا۔

نوٹ: میت کے اخراجات کے لیے قائم ہونے والی انجمنوں اور کمیٹیوں کی شرعی حیثیت اور ان میں پائے جانے والے جائز اور ناجائز امور سے متعلق جلد ایک کتابچہ تیار کیا جائے گا، جس میں یہ مسئلہ تفصیل سے ملاحظہ کیا جاسکے گا ان شاءاللہ۔

5: ساتھ میں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اگر میت کے گھر والے اپنا کھانا خود پکانا چاہیں تو یہ بھی بالکل جائز ہے، اس سے ان لوگوں کی غلطی معلوم ہوجاتی ہے کہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ تین دن تک میت کے گھر کھانا پکنا یا چولہا جلنا ہی جائز نہیں۔

تعزیت میں اختتامی دعا کا حکم:

آجکل ایک رسم یہ بھی رائج ہورہی ہے کہ تین دن پورے ہونے پر جب تعزیت کی مجلس ختم کی جاتی ہے تو اس کے لیے اجتماعی طور پر اختتامی دعا کی جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کے لیے باقاعدہ کسی مولوی صاحب یا بزرگ شخصیت کو دعوت دی جاتی ہے تاکہ ان کی دعا پر تعزیت کی یہ مجلس برخاست کی جاسکے، یاد رہے کہ یہ واضح طور پر ناجائز ہے، کیوں کہ تعزیت کے لیے کوئی اجتماعی محفل کا تصور ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لیے اجتماعی یا انفرادی طور پر افتتاحی یا اختتامی دعا کا ثبوت ہے، اس لیے یہ بدعت ہے۔